بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلۂ اشاعت: (۶۲)

نبی اکرم ﷺ کی تین نصیحتیں

خطاب:

حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری

اُستاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

جمع وضبط:

(مفتی) انعام الحق قاسمی حیدرآبادی

ناشر

المركز العلمي للنشر والتحقيق

لال باغ مرادآباد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ. [الذّٰریٰت: ٥٥]

(اور مسلسل نصیحت فرماتے رہیے؛ کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے)

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلۂ اِشاعت: (٦٢)

- موضوعِ خطاب : نبی اکرم ﷺ کی تین نصیحتیں
- خطاب : حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
- مقام : مسجد نور الاسلام Balackburn (یوکے)
- تاریخ : ٢٨/ذی الحجہ ١٤٣٤ھ مطابق ٣/نومبر ٢٠١٣ء بروز اتوار
- دورانیہ : /منٹ
- جمع وضبط : (مفتی) انعام الحق قاسمی حیدرآبادی

- آڈیو بیانات سننے کے لئے درج ذیل لنک ملاحظہ کریں:

www.youtube.com/c/ALTAZKEER

www.attablig.com/MUFTI-SALMAN

الحمد لله نحمدهٗ ونستعينهٗ ونستغفرهٗ ونؤمن بهٖ ونتوكّل عليه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل لهٗ، ومن يضلل فلا هادي لهٗ، ونشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريك له، ونشهد أن سيدنا وحبيبنا وسندنا وشفيعنا وإمامنا ومولانا محمدًا عبده ورسوله، صلى الله تبارك وتعالىٰ عليه وعلىٰ آلهٖ وأصحابهٖ وذرياتهٖ وبارك وسلّم تسليمًا كثيرًا كثيرًا، أما بعد!

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب / باب استحباب العفو والتواضع ۳۲۱/۲)

بھائیو اور بزرگو! سرورِ عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد ہر مسلمان کے لئے انتہائی قیمتی، قابلِ قدر اور نفع بخش ہے، اِسی لئے ہماری مجلسوں میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

اِرشادات کا مذاکرہ اوراُن کی یاددہانی ہوتی رہے تو اچھا ہے، اِسی مناسبت سے اِس وقت نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث آپ کے سامنے پڑھی گئی ہے، اُس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین باتیں اِرشاد فرمائی ہیں، یہ تین باتیں ایسی ہیں کہ ہماری دنیاوی عقل کے اعتبار سے بظاہر سمجھ میں نہیں آتیں؛ لیکن چوں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمادیا، اِس لئے سمجھ میں آئے یا نہ آئے اُس پر یقین کرنا ضروری ہے۔

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن سے ذخیرۂ اَحادیث میں سب سے زیادہ روایات منقول ہیں، جن کی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے۔ آپ کو اگرچہ صرف تین سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوئی؛ لیکن آپ نے صبح وشام اور دن رات مسلسل تحصیل علم میں اپنے اَوقات کو صرف فرمایا اور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اَقوال واَفعال کو محفوظ رکھنے میں کامل دلچسپی کا مظاہرہ فرمایا، جو بلاشبہ عظیم دینی خدمت ہے، جس پر پوری اُمت کی طرف سے آپ شکریہ اور جزائے خیر کے مستحق ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

موصوف روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلاَّ عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلاَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ. (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب / باب استحباب العفو والتواضع ۳۲۱/۲ رقم: ۲۵۸۸)

(O صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی O معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندہ کی عزت میں اِضافہ فرماتے ہیں O جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے ضرور سربلندی سے نوازتے ہیں)

یہ حدیث تین اہم ترین باتوں پر مشتمل ہے:

(۱) صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا

عام طور پر ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ صدقہ خیرات اور زکوٰۃ وغیرہ اَدا کرنے سے مال

میں کمی آ جائے گی اور شیطان بھی دل میں اِسی طرح کے وسوسے ڈال کر کارِ خیر میں خرچ کرنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور بظاہر عقل بھی یہی کہتی ہے؛ کیوں کہ سب جانتے ہیں کہ خرچ کرنے سے عدد کے اعتبار سے رقم میں کمی ہو جاتی ہے، مثلاً: سو میں سے پچاس خرچ کر دیئے تو پچاس باقی رہے؛ لیکن اِس کے برخلاف مخبرِ صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صاف طور پر یہ فرما رہے ہیں کہ ''صدقہ دینے سے مال میں کمی نہیں آتی، اِس لئے ہر مسلمان کو بہر حال یہی عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اللہ کے راستے میں جو بھی مال خرچ کیا جائے گا تو اُس سے ہرگز مال میں کمی نہ ہوگی؛ بلکہ اُس صدقہ کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ غیب سے اُس کا نعم البدل دنیا اور آخرت میں عطا فرمائیں گے، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ ''ہر دن صبح کو دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور اُن میں سے ایک یہ دعا کرتا ہے: ''**اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا**'' (اے اللہ! کارِ خیر میں خرچ کرنے والے کو نعم البدل عطا فرمایئے) اور دوسرا یہ بددعا کرتا ہے: ''**اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا**'' (اے اللہ! بخل کرنے والے کے مال کو ضائع کر دیجئے) (بخاری شریف/ کتاب الزکوٰۃ حدیث: ۱۴۴۲)

اور محدثین لکھتے ہیں کہ نعم البدل سے دنیوی اور اُخروی ہر طرح کا بدلہ مراد ہے، یعنی خرچ کرنے والے کو دنیا میں برکت سے نوازا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اجر وثواب سے نوازا جائے گا۔ اور اِسی طرح بخل کرنے والے کے لئے جو وعید ہے اُس کا تعلق بھی دنیا اور آخرت دونوں جگہوں سے ہے، یعنی بخیل کا مال دنیا میں بھی ضائع ہوتا ہے اور آخرت میں بھی وہ اجر وثواب سے محروم رہے گا۔

اور ایسا خرچ جس سے بظاہر وقتی کمی معلوم ہو؛ لیکن بعد میں وہ اِضافہ کا سبب ہو، اُسے دنیاوی اعتبار سے بھی نقصان سے تعبیر نہیں کیا جاتا؛ جیسا کہ بہت سے لوگ اپنا کاروبار چلانے کے لئے بڑی بڑی رقومات اشتہارات پر خرچ کرتے ہیں، تو اگرچہ اشتہار دیتے وقت بظاہر مال میں کمی

ہوتی ہے؛ لیکن اشتہار کی وجہ سے بعد میں جو عظیم نفع ہوتا ہے، اُس سے ظاہری نقصان کی تلافی ہوجاتی ہے۔اور اِس عمل کو کوئی بھی خسارے کا سبب نہیں سمجھتا۔

بعینہٖ یہی صورتِ حال کارِ خیر میں خرچ کرنے کی بھی ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے زکوٰۃ، خیرات یا اہل وعیال اور مہمانوں پر جو بھی خرچ کیا جائے گا تو وہ ضائع نہ ہوگا؛ بلکہ اُس کی برکات دنیا اور آخرت میں ضرور ظاہر ہوکر رہیں گی، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) عفوودرگذر؛موجبِ عزت

اِس حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بات یہ اِرشاد فرمائی کہ ''جو شخص کسی معاملے میں مظلوم ہونے کے باوجود اِنتقام نہ لے؛ بلکہ زیادتی کرنے والے کو معاف کردے اور اپنا حق چھوڑ دے، تو اِس قربانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُسے ضرور عزت سے نوازیں گے''۔

یہ بات دنیاوالوں کی نظر میں بڑی عجیب سی لگتی ہے؛ کیوں کہ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے اور ظالم سے ایسا انتقام لیا جائے کہ وہ زندگی بھر یاد رکھے، اِسی میں ساری عزت پوشیدہ ہے؛ لیکن اِس کے برخلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضاحت سے فرمارہے ہیں کہ ''معاف کرنے والے کو ہی حقیقی عزت ملتی ہے''۔اور تاریخ سے بھی یہی سبق ملتا ہے کہ اِنتقام لینے سے وہ عزت حاصل نہیں ہوتی جو معاف کرنے سے نصیب ہوتی ہے۔اِس معافی کی بدولت بڑے سے بڑے دشمن بھی سرنگوں ہوکر جگری دوست بن جاتے ہیں؛ جیسا کہ قرآنِ پاک کی اِس آیت سے واضح ہوتا ہے: ﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ (حم السجدة: ٣٤) (اور اچھائی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی، پس اگر برائی کا مقابلہ بہتر طریقہ پر کیا جائے، تو جس کے اور آپ کے درمیان دشمنی ہوگی وہ آپ کا جگری دوست بن جائے گا)

سرورِ عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں عفوودرگذر کا پہلو بہت روشن ہے:

چناں چہ فتح مکہ کے موقع پر آپ اگر چاہتے تو سبھی مخالفین سے چن چن کر انتقام لے سکتے تھے؛ لیکن دنیا نے دیکھا کہ جو لوگ آپ کے جانی دشمن تھے اور جنہوں نے مل کر آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور جو کسی طرح آپ کو زندہ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے، اُن پر جب نبی اکرم علیہ السلام کو غلبہ حاصل ہوا تو آپ نے کمالِ رحمت کا اِظہار فرماتے ہوئے اُن کو معاف فرمادیا اور تاریخ کے صفحات پر آپ کی معافی کے یہ اَلفاظ سنہرے حروف بن کر نقش ہوگئے کہ:

آج جو اَبوسفیان کے گھر میں جائے وہ اَمن میں ہے۔

اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے رہے وہ بھی اَمن میں ہے۔

اور جو مسجد حرام میں آجائے وہ بھی اَمن میں ہے۔ (ابوداؤد شریف، کتاب الخراج والامارۃ/ باب ما جاء فی خبر مکۃ ۲/۴۲۷ رقم: ۳۰۲۲)

الغرض فتح مکہ کے موقع پر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں کے ساتھ عفو ودرگذر کا جو نمونہ پیش فرمایا، اِنسانی تاریخ میں اُس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔

آپ کا یہ کردار پوری اُمت کے لئے مشعلِ راہ ہے؛ اگر چہ ایسے موقع پر نفس وشیطان انتقام کا جوش دلاتا ہے اور دل میں معافی کی وجہ سے بے عزتی کا خوف پیدا کرتا ہے؛ لیکن حسبِ ارشادِ نبوی معافی کی وجہ سے اِنسان کو جو عزت ملتی ہے؛ اِنتقام لینے کی صورت میں اُس کا تصور نہیں کیا جاسکتا، جس کا ہر شخص تجربہ کرسکتا ہے۔

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا واقعہ

جگر گوشۂ نبوت امیر المؤمنین سیدنا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر دیا گیا، جس سے آپ کی حالت سنگین ہوگئی اور اَطباء نے نا اُمیدی ظاہر کردی، اِسی حالت میں چند حضرات آپ کی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے اور آخری نصیحت کی درخواست کی۔ تو آپ نے اُن کو تین نصیحتیں فرمائیں:

(۱) جس کام کا دوسرے کو حکم کرو، پہلے خود اُس پر عمل شروع کردو۔

(۲) جس بات سے دوسرے کو منع کرو، پہلے خود اُس سے رک جاؤ۔

(۳) تمہارا ہر قدم یا تو تمہارے لئے نافع ہے (جنت تک لے جانے والا ہے) یا نقصان دہ ہے (جہنم تک پہنچانے والا ہے) اِس لئے ہر قدم کو اُٹھاتے وقت سوچ لو کہ کدھر جارہا ہے۔

(بزرگوں کے وصال کے احوال ص:۸۱،بحوالہ: فضائل صدقات ص:۴۷۹)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کی حالت نازک ہوگئی تو برادر اصغر سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے؛ جب کہ موصوف کی آنکھوں سے آنسوں رواں تھے اور وہ پوچھ رہے تھے کہ ''بھائی جان! یہ بتایئے کہ آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟ تاکہ میں اُس سے بدلہ لے سکوں''۔ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اِرشاد فرمایا کہ ''اگر میرا قاتل وہ شخص ہے جس پر مجھے شک ہے، تو خالق حقیقی اُس سے ضرور انتقام لے گا اور اگر وہ نہیں ہے، تو میں ایک بے گناہ کو قتل کرانے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم! قیامت کے دن جب مجھے انتقام لینے کے لئے مامور کیا جائے گا تو میں اُس وقت تک جنت میں قدم نہیں رکھوں گا جب تک اپنے قاتل کو بخشوا نہ لوں گا''۔ (بزرگوں کے وصال کے احوال ص:۸۱،بحوالہ: خزینۃ الاصفیاء ص:۴۷)

اللہ اکبر! ذرا سوچیے، عفوودرگذر اور اَفرادِ اُمت پر شفقت کا کیسا جذبہ ہے؟ کہ نہ صرف یہ کہ بدخواہ دشمن سے دنیا میں بدلہ لینے کا اِرادہ نہیں ہے؛ بلکہ آخرت میں بخشش کرانے کا بھی داعیہ ہے، جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

ہمارا حال

اِس کے برخلاف آج ہمارا حال یہ ہے کہ ذرا ذرا سی باتوں پر انتقام لینے کے درپے ہوجاتے ہیں، کسی نے کوئی ناگوار بات کہہ دی تو اُس کا بغض وعناد دل میں بٹھالیا اور ذرا سی بات کی وجہ سے سارا میل جول؛ حتیٰ کہ رشتہ داری بھی ختم کردی جاتی ہے۔ یہ سب باتیں قابل اِصلاح ہیں، دنیا کی چندروزہ زندگی بغض وعناد اور حسد کے بجائے خیرخواہی اور ہمدردی میں گذاری جائے؛ یہی سب سے عافیت کا راستہ ہے۔

کئی سال کی بات ہے، راقم الحروف نے اِسی حدیث کی روشنی میں ایک شہر کی مسجد میں بیان کیا، تو نماز کے بعد ایک نوجوان آ کر ملا اور اُس نے یہ کہا کہ ''آج جو آپ نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث بیان کی ہے اُس پر عمل کرتے ہوئے میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرے ایک رشتہ دار سے کئی سالوں سے بات چیت بند تھی اور اُس نے میرے ساتھ بہت زیادتی کی تھی، اَب میں نے اُسے پیغمبر علیہ السلام کا یہ اِرشاد سن کر اللہ کے واسطے معاف کر دیا ہے اور اِس وقت میں اپنے آپ کو بہت ہلکا محسوس کر رہا ہوں۔ میرے دل پر جو بوجھ تھا وہ آج اللہ تعالیٰ نے ہٹا دیا ہے''۔

احقر کے دل میں اُس نوجوان کی بہت قدر پیدا ہوئی کہ اُس نے حدیث سن کر فوراً ہی اُس پر عمل کا اِرادہ کیا، یہ اُس کی دین داری کی دلیل تھی۔ بلاشبہ ایسا ہی جذبہ ہر مسلمان کے دل میں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

(۳) تواضع: کلیدِ سربلندی

اِس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بات یہ اِرشاد فرمائی کہ ''جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے آپ کو کم تر سمجھے اُس کو اللہ تعالیٰ سربلندی عطا فرماتے ہیں''۔

یہ اِرشادِ نبوی بھی دنیا والوں کے سوچنے کے انداز سے مختلف ہے؛ اِس لئے کہ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اپنی بڑائی کا اظہار کیا جائے اور اُس کے لئے ہر طرح کے اَسباب اختیار کئے جائیں۔ چال ڈھال، تراش خراش اور لباس وغیرہ میں کبر وغرور کا اِظہار کیا جائے، تو اِس سے دوسروں پر برتری حاصل ہوگی؛ حالاں کہ یہ سب چیزیں حقیقی عزت کا ہرگز ذریعہ نہیں بن سکتیں؛ بلکہ آدمی کی اِن باتوں کی وجہ سے عزت کے بجائے ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو کسی ہوش مند سے مخفی نہیں ہے۔

علاوہ اَزیں اِسلام کی نظر میں عام لوگوں کے درمیان عزت وذلت کی کوئی حیثیت نہیں ہے؛ بلکہ اصل عزت اُسی صورت میں حاصل ہوسکتی ہے جب کہ اللہ کی نظر میں آدمی باعزت ہو۔ پس جو شخص اللہ کی نظر میں عزت دار نہ ہو، اُسے چاہے ساری دنیا بھی عزت والا کہے؛ اُسے عزت نصیب

نہیں ہوسکتی؛ بلکہ وہ انجام کار دنیا اور آخرت میں ذلیل ہوکر رہے گا۔

قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے جابجا اِس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مغرور اور متکبر لوگ پسند نہیں ہیں؛ جب کہ اپنے خاص بندوں (عبادالرحمٰن) کا تعارف کراتے ہوئے اُن کی صفت تواضع کو سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے۔ ﴿الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾

(الفرقان، جزء آیت: ٦٣)

روایت ہے کہ سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن منبر پر خطبہ دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ: اے لوگو! تواضع اختیار کرو؛ اِس لئے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اِرشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ نَفْسِهٖ صَغِيْرٌ وَفِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيْمٌ، وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِيْ أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيْرٌ وَفِيْ نَفْسِهٖ كَبِيْرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيْرٍ. (شعب الإيمان للبيهقي ٦/ ٢٧٦، مشكاة المصابيح ٢/ ٤٣٤)

جو شخص اللہ کے لئے عاجزی کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے سر بلندی سے نوازتے ہیں، پس وہ شخص اپنی نظر میں کمتر ہوتا ہے؛ لیکن لوگوں کی نظر میں برتر ہوجاتا ہے (اِس کے برخلاف) جو شخص تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل فرمادیتے ہیں تو وہ لوگوں کی نظر میں کم تر ہوجاتا ہے حالانکہ وہ خود اپنے کو برتر سمجھتا ہے حتی کہ وہ لوگوں کی نگاہ میں کتے اور خنزیر سے بدتر ہوجاتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

اِس لئے ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں تواضع کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور کبر وعجب اور اپنی برتری کے مظاہر سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ